ولی اللہ

کتاب اللہ کے آئینہ میں

ترجمہ:

حجۃ الاسلام

مولانا سید شعیب نقوی

مفسرِ قرآن

حجۃ الاسلام مولانا محسن قرائتی (قم۔ ایران)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَ عِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا أَبَداً وَ إِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ.

حضرت رسول اللہ نے فرمایا:

میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں:

(ایک) کتاب خدا اور

(دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)،

اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

(صحیح مسلم: ۱۲۲/۷ سنن دارمی: ۴۳۲/۲ مسند احمد: ج ۳، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۴۵۹، ۳۶۲ و ۳۷۱۔ ۱۸۲/۵ مستدرک حاکم: ۱۰۹/۳، ۱۴۸، ۵۳۳ وغیرہ)

Design: Kazim Zaidi

المہدی پروڈکشن:

- صدائے فطرت
- خدا کی نعمتیں
- بلندیٔ خدا
- خوبصورت زندگی
- دعائے کمیل (نیو وڈیو)
- تزکیہ نفس (آیت اللہ بہجت)
- قطرہ اور سمندر
- انداز گفتگو
- بہجت عارفانہ (آیت اللہ بہجت)
- درسہائی زندگی (استاد دھنوی)

المہدیٔ ایجوکیشنل سوسائٹی

www.almehdies.com | www.kreativez.com

التماس سورہ فاتحہ

شہید مفکر سعید حیدر زیدی

اور برائے جملہ شہدائے ملت جعفریہ و

☆ شہید فرحت عباس	☆ محمد تقی باوا	☆ مہر علی باوا	☆ پیار علی والجی
☆ جینا بائی موتی بائی	☆ علی فاطمہ	☆ بہادر علی باوا	☆ زیب النساء
☆ آمنہ بنت ناتھو بائی	☆ عبدالرسول باوا	☆ محمد بشیر باوا	☆ منظور علی نقوی
☆ حسین علی مہر علی	☆ غلام عباس حسین علی	☆ شبیر علی حسین علی	☆ ظہیر کنانی
☆ انیسہ بنت عبدالکریم	☆ محمد علی	☆ رقیہ بائی سومانی	☆ سید مظہر عباس
☆ قاسم علی سومانی	☆ اکبر علی سومانی	☆ آمنہ بائی سومانی	☆ مبارک حسین نقوی
☆ کلثوم بائی	☆ حسینہ فدا حسین	☆ قمر النساء نقوی	☆ راضیہ خاتون نقوی
☆ خیر النساء	☆ شہر بانو	☆ نور جہاں	☆ سیدہ طاہرہ رضوی
☆ سید امیر حسن	☆ سید قربان حسین	☆ سید شاہ حسین	

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک اور موقع ہر عزادار کے لئے۔۔۔

- مقصد کربلا کو سمجھنے کا....
- مطالب کربلا پر غور وفکر کرنے کا....
- اپنی کربلائی عقیدت کے اظہار کا....
- الٰہی تفکرات کو عام کرنے کا....

جملہ حقوق بحق مخلص عزادارن سید الشہداء محفوظ ہیں اور اس بات کی اجازت ہے کہ اس کتاب کے کسی حصے کو یا مکمل طور پر بلا اجازت ہمارے نام (ناشر) کا حوالہ دے کر چھاپہ جا سکتا ہے۔

نام کتاب:---------ولی اللہ کتاب اللہ کے آئینہ میں

تالیف:-----------حجۃ الاسلام استاد محسن قرائتی (قم۔ ایران)

ترتیب وتزئین:-------برادر سید محمد کاظم زیدی

ترجمہ واضافات:-----حجۃ الاسلام مولانا سید شعیب نقوی

ناشر:-----------المہدی ایجوکیشنل سوسائٹی (جعفر طیار) و کریٹیوز (انٹرنیشنل)

طبع اول :---------محرم الحرام ۱۴۳۴ھ ،نومبر 2012

تعداد:-----------2000

قیمت:-----------30روپے

رابطہ:

www.almehdies.com | almehdies@gmail.com

سپاس نامہ

تمام شکر اس مُنعمِ لازوال کا جس نے ہمیں توفیق دی کہ اس مختصر مگر انتہائی جامع تحریر کو آپ تک پہنچا سکیں۔

اس وقت میں جبکہ کتاب پڑھنے والے بہت نایاب ہیں، تو اچھی تحریر بھی کمیاب ہے، آپکا حسنِ انتخاب یقیناً ہمارے لئے حوصلہ بخش بھی ہے اور خوش آئند بھی۔

کتاب ہٰذا مفسرِ قرآن استاد محسن قرآئتی کی ایک بہترین تالیف ہے، جسکے ترجمہ کی ذمّہ داری مولف کے ہی شاگرد مولانا سید شعیب رضا نقوی کو سونپی گئی جو کہ استاد کے مزاج تحریر و تقریر سے بھرپور آشنائی بھی رکھتے ہیں اور خوبصورت الفاظ کے استعمال اور عام فہم بندش و ترکیبات میں مہارت بھی، اسی طرح بہ لطف الٰہی کتاب کی ترتیب و تزئین و آرائش میں عزیزم کاظم زیدی نے کئی دن کی انتھک جد و جہد سے اسے اسقدر دیدہ زیب بنانے میں انتہائی کردار ادا کیا، پروف ریڈنگ کر کے ہماری اصلاح کی ذمّہ داری خواہر عمبرین رضوی اور جناب یاسر شمسی نے سنبھالی جزاھم اللہ خیر۔

کتاب کی رعنائی میں اضافے کی غرض سے عصر حاضر کے نامور شعراء کرام کو منظوم کلام لکھنے کی دعوت دی گئی اور صد شکر کہ حضرات گرامی جناب احسن زیدی، ندیم نقوی، نقش کاظمی اور سلمان اعظمی نے کتاب کے موضوع سے مطابقت رکھنے والے انتہائی موزوں کلام ارسال فرما کر ہماری دعوت پر لبّیک کہا مولا انکے قلم، کلام و نام کو اور عزّت و رفعت عطا کرے۔

اس کتاب کو آپ قارئین تک پہنچانے میں {المھدی ایجوکیشنل سوسائٹی جعفر طیّار} اور {المبتکرین بین الملل شعبہ پاکستان} نے اپنی بے مثال معاونت اور محنت انجام دی جس کے بغیر کچھ بھی ممکن نہ تھا مولا ان کی اس علمی خدمت کو بارگاہ مدینۃ العلم میں سرخرو فرمائے۔

آخر میں ہم ممنون ہیں سنی پرنٹرز کے جن کے باعث یہ تمام گذشتہ افراد کی محنتیں رنگ لائیں، یعنی شائع کر آپ تک پہنچیں ۔۔۔اور اس کار خیر میں ہمارے دیرینہ معاون جناب محسن رضا باوا صاحب نے مالی معاونت کے ذریعہ ایک بار پھر ہماری مشکلات کو آسان کر دیا مولا مشکل کشاء انکی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

ہم ایک بار پھر اپنے تمام معاونین کے شکر گذار ہیں اور آئندہ بھی پر امید ہیں، آپ بھی اس کتاب کے حوالے سے اپنے عرائض ہمیں ارسال کر سکتے ہیں شکریہ

المبتکرین بین الملل KREATIVEZ int

مرکزی سیکریٹری نشر و اشاعت اُمّ القُریٰ

طٰحٰہ واسطی

انتساب

اس مختصر کاوش کا انتساب

ولی اللہ، ولیِ عصر، وارث کتاب اللہ عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام

اُن قاریوں کے نام

قرآن جن کی تلاوت سے محظوظ ہوا۔۔۔

اُن آئینہ صفت کرداروں کے نام

جن میں نورِ الٰہی کی تجلّی نظر آتی ہے۔۔۔

ہر اُس موالی کے نام

جس پر ولی اللہ رشک کرتا ہو۔۔۔

ہر اُس شھید کے نام

جو راہ عشق میں جاں دے گئے۔۔۔

ہر اُس فرد کے نام

جو بیان حقّ میں مصروف ہے۔۔۔

ہر اُس مجاہد کے نام جو نفس و جسم و قلم سے

جہاد میں مصروف ہے۔۔۔

فہرست

ولی اللہ کتاب اللہ کے آئینہ میں

قرآن اور امام حسینؑ ۶

کربلا میں تجلیاتِ قرآن ۱۱

اہدافِ امام حسینؑ ۱۳

کربلا میں انگیزہ، خلوص، نشاط اور معرفت ۱۷

امام حسینؑ و قرآن قدم بقدم ۲۱

کربلا میں عزت و ذلت کا معیار ۲۵

امر بالمعروف و امام حسینؑ ۲۹

نماز اور امام حسینؑ ۳۳

زیارت عاشورہ نگاہ قرآن میں ۳۵

حسین اور انبیاء علیہم السلام

حضرت آدمؑ کا گریہ ۳۷

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یزید پر لعنت ۳۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نفرین ۳۸

نبی اکرم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خبر ۳۸

نبی کے جگر کا ٹکڑا ۳۹

قرآن اور امام حسین علیہ السلام:

اگر قرآن سید الکلام ہے تو امام حسینؑ سید الشھداء ہیں۔

صحیفہ سجادیہ کی بیالیسویں دعا کے مطابق (وَهُوَ مِيزَانُ الْقِسْطِ) اور قرآن عدل و انصاف کی ترازو ہے۔

تو زیارت امام حسینؑ کے جملات ہیں(اَشْهَدُ اَنَّكَ اَمَرْتَ بِالْقِسْطِ) میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے عدل و انصاف کا حکم دیا۔

اگر قرآن موعظہ پروردگار ہے موعظةٌ مِن رَبِّكُمْ ﴿یونس ۵۷﴾

تو امام حسینؑ نے روز عاشورہ فرمایا:

﴿لَا تَعْجَلُوا حَتّٰى اَعِظَكُمْ بِمَا يَحِقُّ لَكُمْ﴾ (لواعج الاشجان ص ۲۶)

جلدی نہ کرو میں تمہیں موعظہ کرنا چاہتا ہوں ہر اس چیز کے بارے میں جس کی تمہیں ضرورت ہے۔

اگر قرآن لوگوں کو رُشد کی جانب ہدایت کرتا ہے

يَهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ ﴿سورہ جن 02﴾

جو نیکی کی ہدایت کرتا ہے۔

تو امام حسینؑ فرماتے ہیں: میں تمہیں رشد و ہدایت کی جانب دعوت دیتا ہوں!!

﴿اُدْعُوْا كُمْ اِلَى السَّبِيلِ الرَّشَادْ﴾ (لواعج الاشجان ص ۱۲۸)

اگر قرآن حق و یقین ہے:

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿الحاقہ 51﴾

بے شک قرآن حق و یقین والا ہے۔

تو زیارت امام حسینؑ کہ جملات ہیں: اور یقیناً آپ نے ایسی خالصانہ عبادت کی جو صرف درجہ حق و یقین کا حامل ہی کر سکتا ہے۔ (کامل الزیارات ص ۲۰۲)

اگر قرآنِ کریم شفاعت کرنے والا ہے ﴿نِعْمَ الشَّفِيعُ الْقُرْاٰنُ﴾ (نہج الفصاحہ، جملہ ۶۳۳)

تو امام حسینؑ بھی شفاعت کرنے والے ہیں بلکہ ائمہ سے منسوب زیارت امام حسینؑ میں شفاعت امام حسین کو رزق شمار کیا گیا ہے۔

﴿اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَفَاعَةَ الْحُسَيْنِ﴾ زیارت عاشورہ۔

صحیفہ سجادیہ کے مطابق قرآن عَلَمَ نِجَاةٍ ، قرآن پرچم نجات ہے۔(صحیفہ سجادیہ دعا ۴۲)

تو کامل الزیارات کے مطابق حسینؑ

﴿اِنَّهُ رَايَةُ الْهُدٰى﴾ یقیناً حسینؑ پرچم ہدایت ہے۔

(کامل الزیارات ص ۷۰)

اگر قرآن، بیماریوں سے شفاء دینے والا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ﴿سورہ اسراء 82﴾

تو قول معصوم کے مطابق خاکِ کرب و بلاء بھی شِفاء بخش ہے۔

﴿طِيْنُ قَبْرِ الْحُسَيْنِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ﴾ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۴۴۶)

اگر قرآن حکمت کا مینار ہے ﴿اِنَّهُ مِنَارُ الْحِكْمَةِ﴾ (الحیاۃ ج ۲ ص ۱۴۰)

تو امام حسینؑ بابِ حکمۃ ہیں ﴿السلام عَلَيْكَ يَا بَابُ الْحِكْمَةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (مفاتیح الجنان)

اگر قرآن امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دینے والا ہے ﴿فَالْقُرْاٰنُ آمِرٌ وَزَاجِرٌ﴾ (نہج البلاغۃ)

تو امام حسینؑ فرماتے ہیں: ﴿اُرِيْدُ اَنْ آمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ میں صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارادہ سے خروج کر رہا ہوں۔

اگر قرآن نور ہے

نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿نساء ۱۷۴﴾

روشن نور بھی.

تو زیاراتِ امام حسینؑ میں بہت سے مقامات پر یہ جملہ ملتا ہے

﴿كُنْتَ نُوْرًا فِي الْاَصْلَابِ الشَّامِخَةِ﴾ (کامل الزیارات ص ۲۳۰)

اگر قرآن کریم ہر وقت کیلئے ہے، ہر قوم کیلئے ہے

﴿لَمْ يَجْعَلِ الْقُرْاٰنَ لِزَمَانٍ وَلَا لِاُنَاسٍ دُوْنَ النَّاسِ﴾ (سفینۃ البحار ج ۲، ص ۴۱۳)

تو اسی طرح آثارِ کربلا بھی ناقابلِ فراموش ہیں ﴿لَا يُدْرَسُ اَثَرُهُ وَلَا يُمْحٰى رَسْمُهُ﴾ مقتلِ مُقرّم ص ۳۹۷

یا بقولِ پیامبر اکرم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم:

اِنَّا لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ حَرَارَةٌ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَبْرُدُ اَبَدًا (ثار اللہ الحسین ص ۱۴)

جان لو! قتلِ حسینؑ کیلئے قلوبِ مومنین میں موجود حرارت کبھی سرد نہیں ہو سکتی۔

اگر قرآن، کریم ہے

اِنَّهُ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿سورۃ الواقعۃ 77﴾

بے شک یہ قرآن کرم کرنے والا ہے۔

کتاب نفس المھموم صفحہ ۷ پر خصائلِ امام حسینؑ کے ذیل میں بیان ہے کہ ﴿وَكَرِيْمُ الْخَلَائِقِ﴾ یعنی امام حسینؑ اخلاق کریمہ کے حامل تھے۔ جس کی ہزاروں مثالیں تاریخِ کربلا میں نظر آتی ہیں۔

اگر قرآن عزیز ہے

﴿اِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ سورۃ فُصِّلَت 41﴾

یقیناً یہ کتابِ عزیز ہے.

تو امام حسینؑ: ''هَيْهَاتَ مِنَّا الذِّلَّةُ'' کا شعار لگانے والے ہیں ﴿لھوف 54﴾

اگر قرآن عُروۃُ الوثقٰی ہے ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰن... اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى﴾ بحار ج ۹۲ ص ۳۱ یعنی محکم رسّی جو انسان کو خدا تک پہنچا دے۔

تو امام حسینؑ کیلئے بھی ارشاد ہوا

اِنَّ الْحُسَيْنَ... سَفِيْنَةُ النَّجَاةِ وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى (پرتوی از عظمت حسین ص ۶)

یقیناً امام حسینؑ نجات کا سفینہ اور ہدایت کی محکم رسّی ہیں۔

اور اس جیسے لاتعداد مقامات ہیں جہاں امام حسینؑ اور قرآن کی مماثلت بیان کی جا سکتی ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ یہ اہلبیتؑ، قرآن ناطق ہی تو ہیں۔

نقش کاظمی

عطاءِ رب پہ بشر قرآن بھی حسینؑ بھی
پیمبروں کے ہیں راہبر قرآن بھی حسینؑ بھی
جدا نہ ہوں گے حشر تک خدا سے اور رسولؐ سے
عزیزوں قصہ مختصر قرآن بھی حسینؑ بھی

قرآن ہدف خلقت انسانی کو عبادت بیان کر رہا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿الذاریات 56﴾

اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

تو امام حسینؑ شبِ عاشورا اُس پُرخطر ماحول میں بھی ایک رات عبادت کی مہلت مانگ رہے ہیں۔

خداوند کریم تلاوت قرآن کا حکم دے رہا ہے تو حسینؑ نوک نیزہ پر بھی قرأت قرآن میں مصروف ہیں۔

قرآن امر بالمعروف کا حکم دے رہا ہے تو امام حسینؑ عصر عاشور تک اپنے آخری خطبوں میں بھی تبلیغ دین حق کر رہے ہیں۔

قرآن وفاداری کا حکم دے رہا ہے:

أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ﴿سورۃ المائدۃ 01﴾

اپنے عہد و پیمان اور معاملات کی پابندی کرو۔

قرآن صبر کی تلقین کر رہا ہے:

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿سورۃ العصر 05﴾

اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت و نصیحت کی۔

تو امام حسینؑ آخری وقت تک اپنے نانا سے کئے وعدہ کو وفا کر رہے ہیں۔

قرآن اطاعت خدا اور رسولؐ کا درس دے رہا ہے تو امام حسینؑ اعلان حق کرتے ہوئے صبر کی اعلیٰ مثالیں قائم کر رہے ہیں۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ﴿سورۃ النساء 59﴾

اللہ کی اطاعت کرو رسولؐ اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو۔

تو روز کربلا امامؑ کے تمام جانثار اصحاب قدم قدم پہ خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی جانیں اُس کے حکم پر قربان کر رہے ہیں۔

قرآن مجید کا طریقہ کار یہ ہے کہ افراد کا نام ذکر کرنے کے بجائے اُن کی خاصیت کو بیان کرتا ہے، قرآن معیار کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر مولا علیؑ کا نام لینے کے بجائے اُس شخص کی اطاعت کا حکم دے رہا ہے جو راہِ خدا میں حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿سورۃ المائدۃ 55﴾

اور اس کا رسول اور وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

اسی طرح امام حسینؑ بھی **(مثلی لا یبایع مثل یزید)** کا نعرہ بلند کر کے روشِ قرآن پر چلتے ہوئے اسلوبِ قرآن میں گفتگو کر رہے ہیں " کہ مجھ جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا"۔ نہ ابھی نہ کبھی۔۔۔!!

قرآن کے مطابق عاقبت صرف متقین کے لئے ہے

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (سورۃ الأعراف 128﴾

اور انجام کار بہرحال صاحبانِ تقویٰ کے لئے ہے۔

یا

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿سورۃ طه 132﴾

اور عاقبت صرف صاحبانِ تقویٰ کے لئے ہے۔

اِن دونوں آیات کا بہترین نمونہ خود امام حسینؑ اور شہدائے کربلا کا آج بھی تاریخ میں باقی رہ جانا ہے۔ ظلم و ستم کی ہزارہا کوششوں کے باوجود بالآخر فتح حق کی ہوئی اور آج بھی شہدائے کربلا زندہ و پائندہ ہیں۔ اب حسینؑ شہر کربلا کی چار دیواری میں محصور نہیں بلکہ ہر ملک، ہر شہر، ہر گلی، ہر محلہ ہر عزاخانہ میں حسین ہے۔ اور یہ کہنا بھی بجا ہوگا کہ ہر حقیقی عزادار کے دل میں حسینؑ ہے۔

یہی تو قرآن کا کہنا تھا:

فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿سورۃ المائدۃ56﴾

تو اللہ کی ہی جماعت غالب آنے والی ہے۔

اب اس سے زیادہ حسین اور لشکر حسینؑ کا غلبہ کیا ہو کہ زمین کی سرحدوں سے بالاتر ہو کر ہر مقام اور ہر جگہ اُن کا ذکر، اُن کی یاد اور اُن کا پیغام موجود ہو۔

KREATIVEZ INTERNATIONAL ORGANIZASTION is basically made to create new space new thoughts for knowledge and wisdom. (coming soon) www.kreativez.com

کربلا میں تجلیاتِ قرآن:

کربلا تعلیمات قرآنی سے مکمل آشنائی رکھنے والے افراد کی زندگی کا ایک باب ہے اسی لئے پوری تاریخ کربلا میں ہرحملہ، ہردفاع، ہرجملہ، ہرسکوت، ہرپیش قدمی، استقامت۔۔۔ ہرایک عمل مکمل احکاماتِ قرآن مجید کا عکاس ہے۔

قرآن مجید نے بارہا مختلف تعبیرات میں اِس مفہوم کو پہچانے کی کوشش کی کہ حق ومنطق کے ساتھ قدم بڑھاؤ کمیّت کے بجائے کیفیّت اصل حقیقت ہے (Quantity doesn't matter)۔

اِس لئے کیونکہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿سورۃ الأنفال 34﴾ اکثریت اس سے بھی بے خبر ہے۔

أَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ﴿سورۃ التوبۃ 08﴾ اوران کی اکثریت فاسق اور بدعہد ہے۔

أَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿سورۃ الشعراء223﴾ ان میں کے اکثرلوگ جھوٹے ہیں۔

قرآن مجید کا کہنا ہے کہ ہرقدم، ہرجگہ ہرکلام بصیرت کے ساتھ ہونا چاہیے

أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ﴿سورۃ یوسف 108﴾

میں بصیرت کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اورمیرے ساتھ میرا اتباع کرنے والا بھی ہے۔

شاید یہی سبب ہو کہ امام حسین وقتاً فوقتاً مدینہ سے عصر عاشور تک وعظ ونصیحت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، اعلانِ حق ومعرفت کرتے رہے

قرآن کہہ رہا ہے:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ ﴿سورۃ الحشر 09﴾

اوراپنے نفس پردوسروں کو مقدم کرتے ہیں۔

کربلا میں ایثار کے عظیم مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں: لشکرحُر کے سپاہیوں کی سواری کو جنگل بیابان میں اپنا پانی پلادینا ایثار نہیں تو کیا ہے؟! حضرت عباسؑ کی جانب سے شبِ عاشور امان نامہ کو ٹھکرا دینا ایثار نہیں تو کیا ہے؟!

قرآن عفو و درگذر کی تعلیم دیتا ہے: کربلا میں حُر بن یزید ریاحی کی گستاخی کو معاف کردینا اسکا عملی نمونہ ہے۔

قرآن بخشش کا حکم دیتا ہے توحسینؑ حُرکو بخش دیتا ہے۔۔۔

قرآنی حکم کے مطابق

وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴿سورۃ الزمر 12﴾

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا اطاعت گزار بن جاؤں۔

یعنی رہبرکوسب سے آگے رہنا چاہئے توامام حسینؑ وحضرت عباسؑ ہرمعرکہ میں سب سے آگے نظر آئے یہاں تک کہ معتبر روایات کے مطابق بنی ہاشم میں سب سے پہلے امام حسینؑ نے اپنے فرزند شبیہ رسولؐ حضرت علی اکبرؑ کوروانہ کارزار کیا!!!

قرآن حکم استقامت دیتا ہے

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ ﴿سورۃ ھود 112﴾

لہٰذا آپ کوجس طرح حکم دیا گیا ہے اسی طرح استقامت سے کام لیں۔

کربلا میں استقامت کی ہزارہا مثالیں موجود ہیں جیسے: امام حسینؑ کا ترائی سے خیام کا ہٹالینا، ہجومِ لشکرِ دشمن بڑھتے رہنے کے باوجود اصحابِ امام حسینؑ کا ڈٹے رہنا، شبِ عاشور حتیٰ امام کی جانب سے بیعت اٹھالینے کے باوجود کسی صحابی کا امام حسینؑ کو چھوڑ کر نہ جانا، تیروں کی بارش میں بھی نمازوں کا جاری رہنا۔۔۔

قرآن بارگاہ الٰہی میں تسلیم ورضا کی نصیحت کررہا ہے توکربلا میں نواسۂ رسولؐ امام حسینؑ نے آخری وقت تک (رضاً بہ قضاءٍ و تسلیما لا امرہ) کہا۔

قرآن کہہ رہا ہے:

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ ﴿سورۃ الرعد 22﴾

اور جو نیکی کے ذریعہ برائی کو دفع کرتے رہتے ہیں۔

امام حسینؑ حُرکی بے ادبی کا جواب اُس کی پیشانی کو چوم کے دے رہے ہیں

قرآن قدم قدم پہ لوگوں کو توحید پرستی کی دعوت دے رہا ہے اور امام حسینؑ اپنی آخری مناجات میں بھی (لا معبود سواكَ) "خداوندا تیرے سوا کوئی معبود نہیں" کا ورد کررہے ہیں۔

قرآن اقیموا الصلوۃ کا حکم دے رہا ہے توامام حسینؑ بھی نمازوں کو قائم کررہے ہیں۔

اهدافِ امام حسین علیہ السلام:

اسلام میں جس قدر اہمیت نہی عن المنکر کی ہے اتنی ہی فضیلت امر بالمعروف (اصلاح) کی بھی دیتا ہے یہاں تک کہ مکتب تشیع میں امر بالمعروف ونھی عن المنکر کوفروع دین کا جزو سمجھا جاتا ہے۔

مدینہ سے خروج کے وقت خطبہ امام حسین علیہ السلام

﴿انّی لم ...وانّما خرجتُ لاصلاح اُمّتِجدّی رسول اللہ...﴾

میں صرف اور صرف اپنے جد کی امت کی اصلاح کے لئے گھر سے نکل رہا ہوں۔۔۔اسی لئے کیونکہ قرآن صرف ایمان قلبی اور ذاتی تقوی کو اہمیت نہیں دیتا بلکہ (اصلاح کو) ایمان اور تقوی کو لازمہ سمجھتا ہے۔

آمَنَ وَأَصْلَحَ ﴿سورۃ الأنعام 48﴾

جو ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کرلے۔

فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ ﴿سورۃ الأعراف 35﴾

جو بھی تقوی اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرلے گا۔

بلکہ خداوند کریم خود مُصلحِ اول ہے

وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿سورۃ محمد 02﴾

اور ان کے حالات کی اصلاح کردی۔

اسی لئے لوگوں کیلئے حکم الٰہی یہی ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرو۔

لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿سورۃ الصف 02﴾

آخر وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے ہو۔

حتیٰ گنہگار کیلئے ارشاد ہوا

تَابُوا وَأَصْلَحُوا ﴿سورۃ النساء 146﴾

جو توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں۔

یعنی پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کی جائے پھر فکرِ اصلاحِ امّت۔

کارِ اصلاح میں تقویٰ الٰہی کا ہونا بہت ضروری ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ﴿سورۃ الأنفال 01﴾

لٰہذا تم لوگ اللہ سے ڈرو اور آپس میں اصلاح کرو۔

کوئی اصلاح کرنے والا ہرگز کسی فساد کا پیرو نہیں ہوتا

وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿سورۃ الأعراف 142﴾

اور اصلاح کرتے رہو اور خبردار مفسدوں کے راستہ کا اتباع نہ کرنا۔

کہ اب اگر جھوٹ، ظلم، گمراہی فساد ہے تو ایک مُصلح ان تمام چیزوں سے دور رہے گا۔۔۔

یہاں تک کہ اسلام اصلاح میں بھی عدل وانصاف کو شامل رکھنے کا حکم دے رہا ہے

فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ﴿سورۃ الحجرات 09﴾

پھر اگر پلٹ آئے تو عدل کے ساتھ اصلاح کردو اور انصاف سے کام لو۔

اب نگاہ قرآن میں مُصلح وہی ہوگا جو بلاتفریق انصاف کے ساتھ اصلاح کا درس دے نہ رنگ ونسل کا فرق نہ مقام ومرتبے کا، نہ عمر کی کوئی حد نہ جنس کی کوئی قید، اب ایک ایسے الٰہی منشور اصلاح کے تحت جب اصلاح کی جائے گی تو وہاں جون (غلامِ ابوذر) اور عباس (فرزندِ علی ابن ابی طالبؑ)، نوجوان عون ومحمد، بزرگوار مسلم بن اوسجہ، مرد و زن۔۔۔سب کے سب مکتب کربلا میں مُصلحِ انسانیت امام عالی مقام کے سامنے ایک جیسے نظر آئیں گے۔۔۔

اب اگر کوئی اصلاح کے دروازے اپنی جانب سے ہی بند کرلے تو بھلے وہ اولادِ پیغمبر بھی ہو تو نابود ہو جائے گا بالکل جناب نوح نبی اللہ کے فرزند کی طرح

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ﴿سورۃ ھود 46﴾

یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے یہ عمل پیغیر صالح ہے۔

مطالعہ قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ حتیٰ اولیاء الٰہی بھی اس عظیم رتبے پر پہنچنے کے خواہشمند نظر آتے ہیں

وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿سورۃ الشعراء 83﴾

اور مجھے صالحین کے ساتھ ملحق کردے۔

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿سورۃ الشعراء 83﴾

خدایا مجھے علم وحکمت عطا فرما اور مجھے صالحین کے ساتھ ملحق کردے۔

عام طور پر قرآن مجید نے ایمان کو عمل صالح کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ﴿سورۃ العصر 03﴾

ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دیئے۔

حتیٰ اعمال صالح کے اثرات کو زمان و مکان میں محدود نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ آنے والی نسلیں بھی اپنے اجداد کے نیک اعمال سے مستفید ہوتی رہتی ہیں

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا ﴿سورۃ الکہف 82﴾ اور ان کا باپ ایک نیک بندہ تھا۔

قرآن کسی بھی مقصد کی کامیابی یا کسی نعمت کے بہترین استعمال کو عمل صالح میں منحصر سمجھتا ہے۔یعنی صرف عمل صالح ہی ہے جو کہ مقصد کی کامیابی کی ظمانت ہے

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ﴿سورۃ المؤمنون 51﴾

اے میرے رسولو! تم پاکیزہ غذائیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔

قرآن مجید زمین کا اصل وارث بندگانِ صالح کو سمجھتا ہے

أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿سورۃ المؤمنون 105﴾

ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔

انسان اپنی اصلاح کے بعد دوسرے مرحلے میں قدم رکھتا ہے جو دوسروں کی اصلاح یا معاشرے کی اصلاح ہے اور اس مرحلے میں انسان کو اپنی تمام تر قوت اور استطاعت کے ساتھ اصلاح کرنی چاہیے

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ﴿سورۃ ھود 88﴾

میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہو۔

البتہ خداوند کریم واقعی اصلاح طلب افراد کو صرف صلاح معاشرہ کا نعرہ لگانے والوں سے بالکل جدا سمجھتا ہے بلکہ ایک جگہ تو اصلاح اُمت کے جھوٹے دعوے داروں کے چہرے سے منافقت کی نقاب ہٹاتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے

قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ. أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَّا يَشْعُرُونَ

﴿سورۃ البقرۃ 11,12﴾

کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں حالانکہ یہ سب مفسد ہیں اور اپنے فساد کو سمجھتے بھی نہیں ہیں۔

ہاں! خداوند کریم ہی ہے جو حقیقی معنوں میں واقعی اصلاح کرنے والوں کا علم رکھتا ہے۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ﴿سورۃ البقرۃ 220﴾

اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون ہے

خداوند کریم نے حقیقی اصلاح کرنے والوں کے لئے یہ وعدہ لیا ہے کہ اُن کی زحمتوں کو یاد رکھا جائے

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ

﴿سورۃ الأعراف 170﴾

اور جو لوگ کتاب سے تمسک کرتے ہیں اور انہوں نے نماز قائم کی ہے تو ہم صالح اور نیک کردار لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اصلاح و فساد کی جنگ میں جیسے جیسے فساد میں شدت آتی جائے گی کارِ اصلاح بھی تیز تر ہوتا چلا جائے گا۔ جہاں مفسدین کی تعداد بڑھ جائے گی وہاں خود بخود **مصلحین** پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے اور جب کبھی کوئی مفسد اپنے آپ کو (انا ربکم الاعلی) کی منزل پر اپنے آپ کو فرعون تصور کرنے لگے تو پھر کوئی موسیٰ اُسے غرقاب کرنے کے لئے پیدا ہو جائے گا جب الوہیت کی جگہ بت پرستی لے گی ابراہیم کو بھیجنا پڑے گا، جب یزید اصولِ اسلام کو مسمار کرنے کی سازش کرے گا تو حسینؑ ابن علیؑ اپنے ناقابلِ شکست لشکر کے ہمراہ مقابلہ کے لئے سامنے آ جائیں گے۔۔۔۔

اور قانون فطرت ہے کہ جہاں گرمی کی شدت میں اضافہ ہوگا خود بخود طلب آب بڑھتی چلی جائے گی آج بھی بازار فساد کی گرمی کو دیکھ کر ہر شخص حقیقی اصلاح کرنے والوں کا انتظار کرتے ہوئے ابرِ رحمت کی طرف نگاہ جمائے ہوئے ہے، آخر کون ان کی پیاس کو بجھا سکتا ہے؟؟؟

یقیناً اس دور میں اشک عزا آتشِ فساد کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بہترین ہتھیار ثابت ہو سکتے ہیں۔

معاشرے میں اصلاحات کے لئے صرف گفتگو، محافل، معاہدے ہی کارگر نہیں ہوا کرتے بسا اوقات خود بنفسِ نفیس خطرات کی آگ میں کودنا پڑتا ہے۔

پرچم اسلام کی سربلندی کے بعد پہلی مرتبہ یہ کام امام حسینؑ نے انجام دیا جب فسادِ یزید دنیائے اسلام کو جکڑنے کی کوشش کر رہا تھا ایسے وقت میں امام حسینؑ نے آہنی ہاتھوں کے ساتھ خود کو تخت ظالم تک پہنچایا یہاں تک کہ بعد کربلا اُس وقت کا ہر مسلمان یزید کو حاکم سرزمین عرب تو سمجھتا تھا مگر حاکم اسلام نہیں مانتا تھا اور یہی فکر مقصد امام حسینؑ کی کامیابی کی دلیل بن گئی۔

کربلا میں انگیزہ، خلوص، نشاط اور معرفت:

آج کی دنیا کے برخلاف کہ جہاں صرف دولت، طاقت، اطلاعات یا ٹیکنالوجی پر ہی بھروسہ کیا جاتا ہے اسلام ان تمام چیزوں کو ایمان، خلوص، نشاط اور آگاہی کے ساتھ کارآمد سمجھتا ہے۔

جیسا کہ: سُستی کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی قرآن نے سختی کے ساتھ سرزنش کی ہے۔

قَامُوا كُسَالَىٰ ﴿سورة النساء 142﴾ سستی کے ساتھ۔

اسی طرح سُستی کے ساتھ انفاق کرنے والوں پر بھی قرآن نے تنقید کی ہے:

وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿سورة التوبة 54﴾ ناگواری کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

کسی بھی کام کو سُستی و کاہلی کے ساتھ انجام دینا اس سے روگردانی کرنے کے مترادف ہے۔ اسی لئے جب بنی اسرائیل نے ہزار حیلے بہانوں کے بعد گائے کو ذبح کیا تو قرآن کے بقول:

گویا انہوں نے گائے کو ذبح ہی نہیں کیا

فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿سورة البقرة 71﴾

حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہیں تھے۔

بارہا قرآن نے سُستی کے ساتھ مجبور ہو کر جنگ کیلئے جانے والوں کو ملامت کی ہے جیسا کہ سورہ توبہ میں ارشاد ہوا:

اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ﴿سورة التوبة 38﴾

تو تم زمین سے چپک کر رہ گئے۔

حتیٰ جو افراد صرف پریشانی اور مصیبت میں خدا کو یاد کرتے ہیں انکو بھی قرآن نے ملامت کی ہے

فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ (سورة العنكبوت 65﴾

پھر جب وہ نجات دے کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو فوراً شرک اختیار کر لیتے ہیں۔

خطرے میں گھر جانے کے بعد خدا کو یاد کرنا سنت فرعون ہے۔۔۔

آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ ﴿سورة يونس 91﴾

تو آواز آئی۔۔۔۔ کہ اب جب کہ تو پہلے نافرمانی کر چکا ہے۔

اور کربلا نشاط و ایمان کا سرچشمہ ہے،

جہاں خود امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: موت میرے نزدیک اتنی ہی پرکشش ہے جیسے کسی نوجوان لڑکی کیلئے گلوبند۔۔

جہاں جواں سال قاسم بن حسن مجتبیٰ موت کو للکارتے ہوئے گویا ہے:

انّ الموت احلی من العسل۔۔۔۔

جہاں اصحاب حسینی نعرہ زن ہیں: بارہا موت آئے، بارہا زندہ ہوں پھر بھی آپکی نصرت سے دست بردار نہیں ہونگے۔

''نشاط و پر خلوص آمادگی'' تو رضایت و تسلیم سے بھی بالاتر ہے۔ اسکا منشاء راہ، رہبر اور مقصد پر یقینِ کامل ہے جبکہ محض تسلیم و رضا کے ساتھ سُستی، کاہلی یا راہ اور رہبر پر عدم اعتماد کا بھی امکان ہے۔

اسلام انسان کی نیت اور خلوص کو بہت اہمیت دیتا ہے حتیٰ کسی بھوکے کو کھانا کھلانا بھی اگر مقصد الٰہی کے علاوہ ہو تو بیکار ہے۔

قرآن مجید سورہ عبس کی ابتدائی ۱۰ آیات میں شدت کے ساتھ تنقید کر رہا ہے:

کہ آخر کیوں ہمارے معاشرے میں کسی نابینا کو بدصورت سمجھا جائے۔ جبکہ نابینا نہ خوبصورتی دیکھ سکتا ہے، نہ بدصورتی، نہ خوشی نہ غم، نہ اچھا نہ برا۔۔۔

جبکہ اسلام خوبصورتی یا بدصورتی کو معاشرے کی نگاہ سے نہیں دیکھتا بلکہ اسلام کی نگاہ میں شخص کا اسلام، ایمان، اسکا عمل ارزش مند ہے۔

مقصدِ امام حسینؑ: نام و نمود، اظہارِ طاقت، خواہشِ حکومت یا انتقام نہ تھا بلکہ قیامِ عاشورہ سے امام حسینؑ کا مقصد اپنے جد کے دین کی اصلاح تھا۔ (انّی لم خرجتُ۔۔۔)

اسی طرح اصحابِ امام حسینؑ کا مقصد بھی حزب مخالف کی طرح حبِّ مال و دنیا نہ تھا۔ انہوں نے خدا کے ساتھ آخرت کا سودا کیا تھا اسی لئے بعد کربلا ایک اسیر بچہ بھی قصر حکومتِ بنی امیہ کے سامنے با آواز بلند کہتا ہے: زمین پر خاک کے ذرّوں کے برابر حمد و شکر الٰہی بجالاتا ہوں (الحمد للہ عدد الرمل والحصی) اور جناب زینب کبریٰؑ بھی بعدِ کربلا فرماتی ہیں: (ما رایتُ الّا جمیلاً) میں نے بجز جمال خدا کچھ نہیں دیکھا، جبکہ اگر کربلا والوں کا مقصد غیر الٰہی ہوتا تو صرف ناشکرانہ رویہ، خدا سے گلے

،شکوے وشکایات ہی تاریخ میں رقم ہوتے۔

اسلام دشمن کے مقابلے میں بھرپور آمادگی کی ترغیب دیتا ہے

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ ﴿سورة الأنفال 60﴾

اور تم سب ان کے مقابلہ کے لئے امکانی قوت۔

اسلام تحصیل علم کو ہر قیمت پر ضروری سمجھتا ہے (اطلب العلم ولو بالصین)

لوگوں کی معاونت اور حمایت کا درس دیتا ہے

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ﴿سورة المائدة 02﴾

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اسلام بھی مال و دولت ،حکومت و معاشرت کو اہمیت دیتا ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ اسلام ان تمام چیزوں کو عینک کی طرح ایک وسیلہ، ذریعہ، آلہ، Tool سمجھتا ہے ہدف یا مقصد نہیں۔

دیکھنا عینک کا کام نہیں ہے آنکھ کا کام ہے آنکھ میں موجود نور کا کام ہے۔(و اللہ نور السمٰوٰت والارض) یہ توفیق نظر خدا کی جانب سے ہے

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ﴿سورة هود 88﴾

میری توفیق صرف اللہ سے وابستہ ہے۔

اسی طرح علم وآگاہی، آج کہ دور کا ایک متخصص (اسپیشلایزڈ) ہواباز (پائلٹ) ایک علاقے پر جا کر بمباری کر دیتا ہے ۔بنا یہ جانے کہ یہ کام کس لئے اور کس پر ہو رہا ہے۔۔۔!

جبکہ کربلا میں تمام اصحاب حسینی آگاہ تھے کہ یہ جنگ کس کے درمیان ہے اور کیوں لڑی جا رہی ہے؛ آغازِ سفر سے کربلا تک امام حسین کے خطابات واضح طور پر بار بار یہ نشان دہی کر رہے تھے کہ یہ سفر کسی مادّی کامیابی حاصل کرنے کیلئے نہیں ہے اور اس قافلے میں شامل ہونے کے بعد زندہ واپس آنا مشکل ہے۔پس کربلا میں انتخاب شہادت مکمل آزادی، آگاہی، عشق اور خلوص کے ہمراہ تھا۔

ویسے بھی اسلام میں وہ آنسو اور دلسوزی با اہمیت ہیں جن کی اساس علم وآگاہی ہوں صرف جذبات و پریشانی نہیں۔۔۔!

أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا ﴿سورة المائدة 83﴾

تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے۔

اعتماد و یقین جہاں آجائے وہاں بلا خوف و تردد کوئی بھی کچھ بھی کر سکتا ہے، جیسے: شبِ عاشور حضرت عباسؑ کی جانب سے امان نامہ کو ٹھکرا دینا'' جبکہ صبح ہوتے ہی موت کا آنا یقینی ہو''

جیسے صبح عاشور جنابِ حُر کا لشکر کا امام حسینؑ میں شامل ہو جانا، نوجوانوں کا جان پر کھیل جانا، خواتین کا صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا، کمسن شیر خوار کا تیر کھا کر مسکرا دینا۔۔۔ یہ سب کچھ مقصد پر یقین کامل اور رہبر پر مکمل اعتماد کے ہی باعث ہوا یہاں تک کے جنابِ زینب یزید سے بلا خوف کہہ رہی ہیں (انّی لاستصغرك) یقیناً میں نے تجھے پستی وذلّت کی گہرائی میں غرق کر دیا۔اور ان تمام حکایاتِ کربلا کا آج تک موثّر رہنا اسی معرفت کی بناء پر ہے، اُنکے خون میں حدت عشق و معرفت سے تھی جبھی آج تک زندہ و پائندہ ہے۔۔۔

قرآن کی رو سے ایمان تک رسائی دو طریقے سے ممکن ہے۔

۱۔ کوئی شخص فضاءِ ایمانی تک خود کو پہنچا دے۔

۲۔ خود ایمان کسی شخص کے دل تک پہنچ جائے۔لوگوں کا داخلِ ایمان ہونا عام بات ہے

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿سورة النصر 02﴾

دین خدا میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔

لیکن ایمان کا دل تک پہنچنا واقعی عظیم کام ہے اور بہت کمیاب بھی

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ﴿سورة الحجرات 14﴾

کہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔

اس وقت جبکہ یہ جملات لکھے جا رہے ہیں ایاّم غدیر خم نزدیک ہیں وہی میدان جہاں (يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا) والے بہت سے افراد موجود تھے لیکن کچھ دن بعد ہی دین سے پھر گئے صرف چند وہ لوگ باقی رہ گئے جو (وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ) کا مصداق تھے۔یہ فرق ہے لوگوں کے دین میں داخل ہونے کا۔اور لوگوں میں دین کے داخل ہونے کا۔۔۔!!!

مسٹر جے۔اے (انڈین کرسچن)

کر دیا خون شہادت سے زمیں کو لالہ رنگ
یوں ہی ملتی آئی ہیں اسلام کو آزادیاں

امام حسینؑ وقرآن قدم بقدم:

وہ آیات کہ جو مدینہ سے کربلا تک امام نے دلیل کے طور پر بیان فرمائیں:

۱: جیسے ہی یزید بن ابوسفیان کے نمائندہ مروان بن حکم نے امامؑ سے بیعت کا تقاضا کیا امامؑ نے فرمایا: (ویلك یا مروان فانّك رجسٌ)

وائے ہو تجھ پر اے مروان تو واضح نجاست ہے اور ہم اہلبیتؑ وہ ہیں جن کیلئے قرآن نے آواز دی

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿سورة الأحزاب 33﴾

یقیناً خداوند کا ارادہ ہے کے تم اہلبیتؑ سے ہر پلیدی کو دور رکھے جیسا کہ دور رکھے جانے کا حق ہے۔

۲: مدینہ سے نکلتے وقت لکھے جانے والے وصیت نامہ میں امامؑ نے فرمایا:

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿سورة هود 88﴾

میری توفیق صرف اللہ سے وابستہ ہے اسی پر میرا اعتماد ہے اور اسی کی طرف میں توجہ کررہا ہوں۔

۳: مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خارج ہوتے وقت اس آیت کی تلاوت فرمائی:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿سورة القصص 21﴾

تو (موسیٰ) شہر سے باہر نکلے خوفزدہ،، دائیں بائیں دیکھتے ہوئے اور کہا کہ پروردگار مجھے ظالم قوم سے محفوظ رکھنا۔

یہ وہی آیت ہے جو جناب موسیٰ نے اپنی قوم سے دور جاتے وقت تلاوت فرمائی تھی۔

۴: شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جیسے ہی امام حسین علیہ السلام مدینہ سے باہر آئے جنّ و ملائکہ کا ہجوم آپکی امداد کیلئے ہمراہ آگیا۔

اس موقعہ پر امام حسینؑ نے سورۂ نساء کی آیت ۷۸ کی تلاوت فرمائی

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴿سورة النساء 78﴾

تم جہاں بھی رہو گے موت تمہیں پالے گی چاہے مستحکم قلعوں میں کیوں نہ بند ہو جاؤ۔

۵: مدینہ سے مکہ تک امام نے کئی مقامات پر اس آیہ کریمہ کو بھی بیان کیا:

لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ﴿سورة آل عمران 154﴾

تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں بھی رہ جاتے تو جن کے لئے شہادت لکھ دی گئی ہے وہ اپنے مقتل تک بہرحال پہنچ جاتے۔

۶: شب جمعہ ۳ شعبان اپنی ولادت کے دن جس وقت امام حسینؑ مکہ مکرمہ میں وارد ہوئے تو اس آیہ مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿سورة القصص 22﴾

اور جب (موسیٰ نے) مدین کا رخ کیا تو کہا کہ عنقریب پروردگار مجھے سیدھے راستہ کی ہدایت کردے گا۔

۷: مکہ میں ابن عباس کے ساتھ گفتگو کے دوران بنی امیّہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ان آیات کی قرائت فرمائی:

أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ ﴿سورة التوبة 54﴾

انہوں نے خدا اور رسول کا انکار کیا ہے اور یہ نماز بھی سستی اور کسلمندی کے ساتھ بجالاتے ہیں۔

مزید فرمایا:

يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿سورة النساء 142﴾

لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿سورة النساء 143﴾

یہ کفر و اسلام کے درمیان حیران و سرگرداں ہیں نہ ان کی طرف ہیں اور نہ اُن کی طرف اور جس کو خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے آپ کو کوئی راستہ نہ ملے گا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ ﴿سورة آل عمران 185﴾

ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تمہارا مکمل بدلہ تو صرف قیامت کے دن ملے گا۔

۸: جب نمائندہ یزید نے امام حسینؑ کا راستہ روکا اس موقع پر امامؑ نے قرآن مجید سے سورہ یونس کی اکتالیسویں آیت کی تلاوت فرمائی:

لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿سورة يونس 41﴾

(تو کہہ دیجئے) کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے تم میرے عمل سے بری اور

میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔

۹: کربلا کی جانب جاتے ہوئے جناب مسلم کی شہادت کی خبر ملنے پر کلمات استرجع کی تلاوت کی:

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿سورة البقرة 156﴾

ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں۔

۱۰: نزدِ کربلا جب حُر نے پوچھا یہاں کیوں آئے ہو اُس وقت امامؑ نے فرمایا تمہارے دعوت ناموں نے مجھے یہاں بلایا ہے

فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ﴿سورة الفتح 10﴾

اب اس کے بعد جو بیعت کو توڑ دیتا ہے وہ اپنے ہی خلاف اقدام کرتا ہے۔

راہ کربلا میں جب آپ کے قاصد قیس بن مسہر صیداوی کی خبرِ شہادت ملنے پر شدید گریہ کرتے ہوئے سورۂ احزاب کی آیت ۲۳ کی تلاوت فرمائی

فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿سورة الأحزاب 23﴾

ان میں بعض اپنا وقت پورا کر چکے ہیں اور بعض اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور ان لوگوں نے اپنی بات میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی ہے۔

۱۱: جس وقت ابن زیاد نے حر کو حکم دیا کہ امام حسینؑ کا راستہ روک دیا جائے، حر حکم نامے کے ساتھ امام حسینؑ کے پاس پہنچا تو امام نے سورۂ قصص کی ۴۱ آیت کی تلاوت فرمائی:

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ.... ﴿سورة القصص 41﴾

اور ہم نے ان لوگوں کو جہنّم کی طرف دعوت دینے والا پیشوا قرار دے دیا ہے۔

۱۲: کربلا میں جناب سکینہؑ سے گفتگو کرتے ہوئے لشکر یزید کے بارے میں فرمایا:

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ (سورة المجادلة 19﴾

ان پر شیطان غالب آ گیا ہے اور اس نے انہیں ذکر خدا سے غافل کر دیا ہے۔

۱۳: لشکر یزید کے بارے میں مزید فرمایا

فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ

﴿سورة یونس 71﴾

تم بھی اپنا ارادہ پختہ کرلو اور اپنے شریکوں کو بلالو اور تمہاری کوئی بات تمہارے اوپر مخفی بھی نہ رہے- پھر جو جی چاہے کر گزرو اور مجھے کسی طرح کی مہلت نہ دو۔

۱۴: کربلا میں وقتاً فوقتاً امام کتاب اللہ سے استناد کرتے رہے، آیات پڑھتے رہے کہ شاید اب بھی کوئی حق کو پہچان لے قرآن واہلبیتؑ کے رابطے کو سمجھ لے۔۔۔

کبھی سورۂ اعراف کی آیت ۱۹۶ کی قرائت کی کبھی الدخان کی بیسویں آیت پڑھی کبھی سورۂ غافر سے ستائیسویں ۲۷ آیت بیان کی۔۔۔

شاید امامؑ کے اس عمل کا ہدف اُس دشت کربلا میں آنے والا لشکرِ یزید نہیں بلکہ ہم اور آپ ہوں واقعہ کربلا کے بعد آنے والا وہ مہجور مسلمان جس کو یزید و حسینؑ میں سے کسی ایک کو خلیفہ اسلام ماننا ہو، ولی اللہ سمجھنا ہو۔۔۔

احسن زیدی

سمجھا ہے میں نے دیں کا خلاصہ کچھ اس طرح
قرآن قلب دین ہے اور جاں حسینؑ ہے
سُن کر سناں کی نوک سے خود سورہ کہف
قرآن کہہ رہا تھا کہ قرآں حسینؑ ہے

کربلا میں عزت وذلت کا معیار:

فرہنگ اسلام میں عزت کا مسئلہ خاص توجہ کا حامل ہے۔ خداوند عزیز کی پرستش عزت بخش ہے یعنی ایک عزت وعظمت والے معبود کا ہونا ایک بندے کے لئے بھی باعث عزت اور افتخار ہے اور یہی بندگی اگر غیر خدا کی ہو تو باعث ذلت ہے جیسا کہ مولائے متقیانؑ نے فرمایا:

(كَفىٰ بِي عِزّاً اَن اَكُونَ لَكَ عَبداً) میری عزت کے لئے یہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔

(وَ كَفىٰ بِي فَخراً اَن تَكونَ لِي رَبّاً) اور میرے فخر کے لئے یہی بہت ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔

انسان کے لئے کسی غیر معصوم کے ہاتھ پر بیعت کرنا اپنے نفس کی توہین ہے اور انسانیت کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے۔

خدا کے علاوہ کسی اور کے لئے کچھ کرنا صرف اور صرف خسارہ ہے (وَخَسِرَ الْمُتَعَرِّضُونَ اِلّا لَكَ)

اگر اسلام میں غیبت کرنا، تہمت لگانا، توہین کرنا، مذاق اُڑانا، تحقیر کرنا، عیب جوئی کرنا، احسان جتانا، لوگوں کو بُرے ناموں سے پکارنا، لوگوں کے رازوں کو بیان کرنا، گالیاں دینا، بُرا بھلا کہنا حرام ہے تو صرف اسی لئے کہ اِن کاموں سے مومن کی عزت پہ حرف آتا ہے!

اگر ظالم ستمگر کی مدح وثناء عرشِ الہیٰ کو لرزا دیتی ہے تو صرف اسی لئے کہ ایک ایسے شخص کو عزت دی جارہی ہے جو نگاہِ الہیٰ میں انتہائی حقیر ہے۔

اگر انسان کو اپنے عیب اور گناہوں کو سرِ عام بیان کرنے سے روکا گیا ہے تو صرف اسی وجہ سے کہ عزت نفس کو محفوظ رکھا جائے۔ اگر تشیع جنازہ، فقراء کی حاجت روائی، بیماروں کی عیادت، مومنین کو قرض حسنہ دینا، آپس میں میل جول رکھنا، دوسرے کے رازوں کو چھپا کے رکھنا۔۔۔۔ اسلام کی نگاہ میں باارزش ہے تو صرف اسی لئے کہ انسانوں کی عزت کا خیال رکھا جائے۔

اگر دین اسلام میں صبر وقناعت پسندی کا حکم دیا گیا ہے تو صرف عزت نفس کو محفوظ رکھنے کے لئے مختصراً یہ کہ اخلاقِ اسلامی میں موجود اکثر احکامات کا تعلق حفظِ عزت مومن سے ہے۔

عزت کا مطلب اپنے استقلال کو باقی رکھنا ہے۔ بہت ممکن ہے کوئی شخص مادی طور پر کسی مستحکم حالت کا حامل نہ ہو اور معاشرہ بھی اُسے کسی اہم مقام پر تصور نہ کرتا ہو لیکن اگر وہی شخص کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا رہا تو اسلام کی نگاہ میں باعزت ہے۔ طاقتور ہونا، باعزت ہونے کی شرط نہیں ہے، بہت ممکن ہے کہ

ایک کمزور شخص بھی کسی کہ بے جا احکامات کو ماننے سے انکار کر دے تو باعزت کہلائے گا، اس کے برخلاف کوئی بہت دولتمند شخص بھی اگر غیر خدا کے سامنے محتاج بن کے جائے یا انتہائی طاقتور ہونے کے باوجود کسی کے بے جا احکامات کی تعمیل بجالائے تو ایسے شخص کی نگاہِ اسلام میں کوئی عزت نہیں ہے۔

خاک نشینی بہت بڑی عزت ہے۔ روکھی سوکھی پر صبر وشکر کرنا بہت بڑی عزت ہے۔

بارگاہِ الہیٰ میں خود کو ذلیل وحقیر سمجھنا سب سے بڑی عزت ہے حدیث کے مطابق (العزّ آن تذلُ للحق) تمام تر عزت اُسی کے لئے ہے جو حق تعالیٰ کے مقابلے میں خود کو ذلیل سمجھے۔ بحار الانوار ج ۷۸ ص ۲۲۸ شیطان آگ سے خلق ہونے کو اپنی عزت وبرتری سمجھتا تھا جبکہ اُس کی عزت ومقام اطاعت الہیٰ کی بناء پر تھا۔

دنیا میں شمار ہونے والی اکثر عزت درحقیقت ذلت ہے۔

قرآن مجید مومنین کے اوپر کفار کی سلطنت وحکومت کو ممنوع سمجھتا ہے۔

وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴿سورة النساء 141﴾

اور خدا کفاّر کے لئے صاحبان ایمان کے خلاف کوئی راہ نہیں دے سکتا۔

قرآن مجید ظلم کو قبول کرنے کو بھی ظلم سمجھتا ہے۔

لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿سورة البقرة 279﴾

نہ تم ظلم کرو گے نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

قرآن مجید ذلت کی زندگی کو موت اور عزت کی موت کو زندگی شمار کرتا ہے۔ قرآن کی نگاہ میں اصل معیار صراط الہیہ پر ہونا ہے، نہ مرجانا اور نہ ماردینا۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ﴿سورة التوبة 111﴾

بیشک اللہ نے صاحبانِ ایمان سے ان کے جان ومال کو جنّت کے عوض خرید لیا ہے کہ یہ لوگ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور پھر خود بھی قتل ہو جاتے ہیں۔

قرآن نے انسان کو ایک جملہ بیان کر کے دنیا کی تمام مخلوقات سے زیادہ باعزت بنا دیا۔

خَلَقَ لَكُم ﴿سورة البقرة 29﴾ تم ہی لوگوں کے لئے پیدا کیا ہے

اپنی روح سے انسان میں پھونک کر اُسے باعزت بنایا۔

اور اسی طرح قرآن مجید نے مختلف زاویہ نگاہ سے عزت وشرفِ انسانی کو بیان کرتے ہوئے کہا

نَفَخۡتُ فِيهِ مِن رُّوحِي ﴿سورۃ الحجر 29﴾

اس میں اپنی روح حیات پھونک دوں۔

انسان کو مسجود ملائکہ بنایا۔

وَإِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ ٱسۡجُدُواْ لِأٓدَمَ فَسَجَدُوٓاْ ﴿سورۃ البقرۃ 34﴾

اور یاد کرو وہ موقع جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کے لئے سجدہ کرو۔

انسان کو اپنی جانشینی کے زیور سے آراستہ کیا۔

إِنِّي جَاعِلٞ فِي ٱلۡأَرۡضِ خَلِيفَةٗ ﴿سورۃ البقرۃ 30﴾

کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

انسان کو اپنی سرپرستی میں لے کر اُس کو داغِ یتیمی سے بچا لیا۔

ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ﴿سورۃ البقرۃ 257﴾

اللہ صاحبانِ ایمان کا ولی ہے۔

انبیاء جیسے باکردار لوگوں کو اُمت کا باپ کہہ کر مخاطب کیا۔

مِّلَّةَ أَبِيكُمۡ إِبۡرَٰهِيمَ ﴿سورۃ الحج 78﴾

یہی تمہارے بابا ابراہیمؑ کا دین ہے۔

ہدفِ خلقت انسانی کو بیان کر کہ اُس کی زندگی کو با مقصد بنایا۔

وَمَا خَلَقۡتُ ٱلۡجِنَّ وَٱلۡإِنسَ إِلَّا لِيَعۡبُدُونِ ﴿سورۃ الذاریات 56﴾

اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

تمام عزت وسربلندی کا سرچشمہ ذاتِ پروردگار ہے اسی لئے قرآن میں بار بار بیان ہوا۔

فَإِنَّ ٱلۡعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعٗا ﴿سورۃ النساء 139﴾

جب کہ ساری عزّت صرف اللہ کے لئے ہے۔

اور بلکہ خدا نے اپنے علاوہ کسی اور سے عزت طلبی کو بہت حقیر سمجھا ہے۔

أَيَبۡتَغُونَ عِندَهُمُ ٱلۡعِزَّةَ ﴿سورۃ النساء 139﴾

کیا یہ ان کے پاس عزّت تلاش کر رہے ہیں۔

کربلا میں عزت انسانی کے وہ نادر نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں جن کی نظیر تاریخ انسانیت میں محال ہے ایک تیرہ سالہ نوجوان یہ کہتا نظر آتا ہے کہ

"میرے لئے موت شہد سے زیادہ شیریں ہے"

جہاں ایک غلام تیروں اور تلواروں کو اپنے بدن کی طرف دعوت دیتے ہوئے کہتا ہے

"آؤ اور میرے بدن میں پیوست ہو جاؤ مجھے عشق حسین نے دیوانہ کر دیا ہے"

یہاں تک کہ سردار کربلا کے خشک ہونٹوں سے هیهات منا الذله کا نعرہ بلند ہوتا ہے جس کے جواب میں مسلم بن عوسجہؓ جیسے بوڑھے سے لے کر شیرخوار بچہ تک ہر سپاہی اس عظیم شعار کو دہراتے ہوئے لشکر یزید کے سامنے جامِ شہادت نوش کر کے معراج عزت انسانی کا حامل ہو جاتا ہے۔

یہاں تک کہ میر کاروانِ شام پابند سلاسل ہونے کے باوجود ظالم کے دربار میں عزت وسربلندی کے ساتھ وارد ہوتا ہے یہ کہتے ہوئے کہ هیهات منا الذله...

کنج بھاری لال

اے خاک کربلا تجھ پر خدا کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں کہ تیرے سینے میں خدا کی مقدس امانت دفن ہے۔ اور تیرے ذروں پر معصوم خون کے فوارے گرے ہیں۔

(منشور لکھنو)

پروفیسر رگھوپتی سہائے

کیا صرف مسلمان کے پیارے ہیں حسین
چرخ نوع بشر کے تارے ہیں حسین
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

امر بالمعروف وامام حسین علیہ السلام :

امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایک بیدار، باشعور، دلسوز، جرات منداور مکتب اہلبیتؑ سے حقیقی عشق رکھنے والے مومن کا مقصد حیات ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر پرہیز گاروں کی تشویق کا باعث ہے تو مفسدوں اور گنہگاروں کی سرکوبی کرنے کا مجاز ہے۔جس معاشرے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اصول رائج ہوجائے وہاں فساد اور گمراہی کبھی اپنے قدم نہیں جماسکتی اور ایسے معاشرے میں متقی و پرہیز گار افراد نہایت اطمنان کے ساتھ ایک قناعت پسند فرد کی زندگی گزارنے سے مطمئن نظر آتے ہیں اور یقین اور اطمینان ہی قبولیت اعمال کی سب سے بڑی سند ہے۔

جب کہ ایک خاموش معاشرے میں مومن پژمردگی کے ساتھ زندگی گزارتا ہے اور گنہگار اپنے بُرے اعمال کے باوجود غرور وتکبر کے ساتھ سر بلند نظر آتا ہے اور ظاہراً ہمارے موجودہ معاشرے پر ایسا ہی گمان گزرتا ہے۔۔۔حضرت لوطؑ گنہگاروں کے اعمال کے مقابلے میں خاموش رہ جانے والوں سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں۔

أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿سورۃ ھود 78﴾

کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں ہے۔

گویا نگاہ عصمت میں ایک باسمجھ فرد کی نشانی یہ ہے کہ صرف برائی کو بُرا نہ کہے بلکہ بُرا کرنے والے کو بھی تنبیہ کرے۔

قرآن کی نگاہ میں بہترین اُمت وہ ہیں جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو انجام دیتے ہیں۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ.... ﴿سورۃ آل عمران 110﴾

تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے منظر عام پر لایا گیا ہے....

جب بھی گنہگاروں پر قہر الٰہی نازل ہوا خداوند کریم نے اُن پسندیدہ افراد کو جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر انجام دیتے تھے اُس عذاب سے محفوظ رکھا۔

أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿سورۃ الأعراف165﴾

تو ہم نے برائیوں سے روکنے والوں کو بچالیا اور ظالموں کو ان کے فسق اور بدکرداری کی بنا پر سخت ترین

عذاب کی گرفت میں لے لیا۔

یعنی نہی عن المنکر اگر سامنے والے کی اصلاح نہ بھی کرسکے تو کم سے کم نہی عن المنکر کرنے والے کی نجات کا باعث ضرور بن سکتا ہے۔

قرآن کے مطابق ہماری روزانہ کی نماز ہی ہم کو منکرات سے بچاسکتی ہے

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ﴿سورۃ العنکبوت 45﴾

بے شک نماز ہر برائی اور بدکاری سے روکنے والی ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو طول تاریخ انسانیت میں تمام انبیاء کی ذمہ داری شمار کیا جاتا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴿سورۃ النحل36﴾

اور یقیناً ہم نے ہر امّت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔

روایات کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والا "معروف" کے ثواب میں بھی شریک ہے اور سنت انبیاء کا اجرا کرنے والا ہے، ہدف امام حسین کو آگے بڑھانے والا ہے۔

امام حسینؑ قیام کربلا کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں" کیا تم نہیں دیکھ رہے ہے کہ حق پہ عمل نہیں ہو رہا اور باطل کو روکنے والا کوئی نہیں پس میں نے تہیہ کرلیا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کروں گا چاہے مجھے اِس کے عوض جام شہادت ہی نوش کرنا پڑے "۔

{انی اُرِیدُ اَن آمَرَ بِالمَعرُوف وَانها عَنِ المُنکر۔۔۔} بحار الانوار ج ۴۴ ص ۱۹۲

پس امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے درجات میں انتہائی درجے کا نام شہادت ہے اور نجانے کتنے ہی مومنین کا خون اِس راہ میں بہایا جاچکا ہے

وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ﴿سورۃ آل عمران 21﴾

اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل وانصاف کا حکم دینے والے ہیں۔

لیکن امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ان تمام فضائل کے باوجود ہمیں اپنے اطراف میں مصلحت پسند افراد سے عجیب وغریب دلائل گریز سننے کو ملتے ہیں۔۔کوئی کہتا ہے کہ جناب پوری دنیا ہی فساد کا شکار ہے میں چاہوں بھی تو کس کس کو صحیح کرسکتا ہوں؟!

ایک پھول کھل جانے سے گلشن میں بہار نہیں آیا کرتی!!!

سب کو اپنی اپنی قبر میں جانا ہے!!!

اصلاح بھی ہم کریں تو علماء کیا کریں گے؟!!!

ہر ایک کو اپنی زندگی اپنی پسند سے گزارنے کا اختیار ہے!!!

دنیا فساد سے بھرے گی تو امامؑ کا ظہور ہوگا ناں!!! {العیاذ باللہ} پناہ مانگتا ہوں خدا سے

اور بعض اہلِ دانش قرآن فہم افراد تو آیات قرآنی کا سہارا لیتے ہوئے توجیہاً بیان کرتے ہیں

"لکم دینکم ولی دین" تمہارا دین تمہارے ساتھ اور ہمارا دین ہمارے ساتھ!!!

خدا کی قسم اِس سے بڑی ناانصافی اور کیا ہوگی کہ اپنی بزدلی، نامردی، مصلحت پسندی اور دیگر کمزوریوں کو چھپانے کے لئے ایسے جملات استعمال کرتے ہوئے ایک عظیم دینی فریضہ سے جان چھڑائی جائے ایک ایسا فریضہ جو کربلا والوں کے لئے شعار کی حیثیت رکھتا ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہی پر عمل کرتے ہوئے امام حسین نے خود سمیت اپنے اعزہ واقرباء کی جان کا نذرانہ پیش کردیا اور اِس خالصانہ قیام کے ذریعے پوری تاریخ کو تبدیل کرکے رکھ دیا کہ ایک پھول بھی بیابان میں اتنی شدت سے مہکا کہ یزیدی تعفن کو محو کردیا اور ظلمات کے اندھیر راج میں یہ معجزہ کرکے دکھایا

کہ "ایک جگنو بھی اندھیروں کو نگل سکتا ہے"

چودہ سو سال کے گزرجانے کے بعد بھی دشتِ کربلا میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا منبع موجود ہے جب کہ اِس کی مخالفت کرنے والے کو شریکۃ الحسین جناب زینب کبریٰؑ نے بازارِ شام تک جاکر ذلیل وخوار کرکے نابود کردیا!

پس واقعہ کربلا کو دیکھتے ہوئے ہمیں چاہیے کہ طاغوت کے مقابل سینہ سپر ہوجائیں۔

ذلت وخواری کے ساتھ زندگی گزارنے کے بجائے ظالم لشکر کے گھوڑوں کے سموں تلے پامال ہوجانے کو ترجیح دی جائے۔

ظالم کی حمایت کے بعد حاصل ہونے والے مقام و بلندی کے بجائے نوک نیزہ کی سربلندی کو بہتر سمجھا جائے۔

بہت ممکن ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اثر ہمیں فوراً دیکھنے کو نہ ملے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یقیناً اگر ہمارا عمل خالصانہ ہے تو ضرور موثر ہوگا۔

روزِ عاشورہ کے بعد بھی بہت سے افراد حقانیت حسینؑ تسلیم کرنے میں مضطرب تھے لیکن اِس کا سبب خلوصِ حسینی میں کسی قسم کے شک وتردد کا ہونا نہیں تھا بلکہ یہ اُن کی اپنی کج فکری یا غنودگی تھی جو اُن کو حمایت حق سے روک رہی تھی جیسے جیسے اہدافِ حسینی لوگوں پر عیاں ہوتے گئے حامیانِ حسینؑ اور عزادارانِ حسینی میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ اگر آج بھی کوئی مخالف حسینؑ موجود ہے تو اُس کی وجہ صرف اور صرف اُس کی اپنی لاعلمی اور جہالت ہے۔

"انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ"

کربلا اور امام حسینؑ در شعر اقبال

یوں بھی شاعر حسینیت قیصر بارہوئی کے بقول:

وہ مشرقی پکار ہو یا مغربی صدا
مظلومیت کے ساز پہ دونوں ہیں ہمنوا
محور بنا ہے ایک جنوب و شمال کا
تفریق رنگ و نسل پہ غالب ہے کربلا
تسکین روح، سایہ آہ و بکا میں ہے
ہر صاحب شعور کا دل کربلا میں ہے
شاعر کسی خیال کا ہو یا کوئی ادیب
واعظ کسی دیار کا ہو یا کوئی خطیب
تاریخ تولتا ہے جہاں کوئی خوش نصیب
اس طرح بات کرتا ہے احساس کا نقیب
دیکھو تو سلسلہ ادب مشرقین کا
دنیا کی ہر زبان پہ ہے قبضہ حسین کا

نمازاورامام حسین علیہ السلام:

١۔اگرقرآن اپنی سب سے بڑی سورہ میں الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ ﴿سورۃ البقرۃ 03﴾ "جوغیب پر ایمان رکھتے ہیں پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں"اورسب سے چھوٹی سورہ میں فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿سورۃ الکوثر 02﴾ "لہذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اورقربانی دیں"کوبیان کر کے اہمیت نماز کی ترغیب دلانا چاہتا ہے توحسینؑ اِس دنیا میں پیدا ہوتے ہی سجدہ معبود کرتے ہے اورعصر عاشورتک سجدہ معبود میں نظرآتے ہیں یہاں تک کہ ہرزائرِحسینؑ اِس جملہ کودہراتا ہے (اشھد انك قد اقمت الصلوٰۃ)

٢۔اگرقرآن وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿سورۃ البقرۃ 43﴾ "اوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"کاحکم دیتا ہے توامام حسینؑ نرغہ اعداء میں بھی باجماعت نماز پڑھتے نظرآتے ہیں

٣۔اگرقرآن میدانِ جنگ میں طریقۂ نماز بیان کرتا ہے

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ

﴿سورۃ النساء 102﴾

اورجب آپ مجاہدین کے درمیان ہوں اوران کے لئے نماز قائم کریں توان کی ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز پڑھے اوراپنے اسلحہ ساتھ رکھے.

توامام حسینؑ میدان جنگ میں اقامہ نماز کر کے دکھاتے ہیں۔

٤۔اگرقرآن نمازاورصبر سے امداد کاحکم بیان کررہا ہے توامام حسینؑ امام الصابرین بن کر شبِ عاشوربھی حالت نماز میں نظرآتے ہیں اورعصر عاشوربھی....

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

﴿سورۃ البقرۃ 102﴾

ایمان والو! صبراورنماز کے ذریعہ مدد مانگو کہ خداصبر کرنے والوں کے ساتھ ہے.

٥۔اگرحضرت عیسیٰ کوتادم حیات حکم اقامہ نماز ہوتا ہے

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿سورۃ مریم 31﴾

اورجب تک زندہ رہوں نمازاورزکوٰۃ کی وصیت کی ہے.

توامام حسینؑ بھی آخری سانسوں تک حالت نماز میں دکھائی دیتے ہیں

یہاں تک کہ شبِ عاشوربھی امام حسینؑ (انی اُحبُ الصلوٰۃ) کی صدالگاتے ہیں کہ حسینؑ کونماز سے عشق ہے اورخدا کی قسم کیسا عشق کہ خودمعشوق (نماز) ایسے نمازی کے لئے اپنے آپ کوفنا کردے ایسی شدت ایسی حدت ایسی چاہت کہ خودمعبود پکاراٹھے

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿سورۃ الفجر 28 ,27﴾

اے نفس مطمئن.اپنے رب کی طرف پلٹ آ اس عالم میں کہ تواس سے راضی اوروہ تجھ سے راضی ہے.

★★★★★

قرآن غم نہ کر تیری قسمت میں چین ہے
محفوظ تو ہے تیرا محافظ حسین ہے
سمجھا دے کوئی شیخ کو قرآں کے ساتھ ساتھ
مدحِ حسینؑ سب کے لئے فرض عین ہے

ندیم نقوی

سر چشمۂ ہدایت و رحمت ہے جو قرآن
ہادی حسینؑ ہیں یہی دیتا ہے وہ بیان
دونوں سے ہر قدم پہ تمسک رکھے گا جو
پائے گا وہ فلاح و ہر ایک رنج سے امان

سلمان اعظمی

☆☆☆☆☆

زیارت عاشورہ نگاہ قرآن میں:

قرآن مجید کا ایک اصول اچھوں اور اچھائی سے محبت، بدکاروں اور بُرائی سے نفرت کرنا ہے۔

قرآن کے مطابق حضرت ابراہیم سے سیکھو کہ کیسے اپنے بُت تراش چچا سے بیزاری کا اظہار کیا جائے۔

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿سورۃ التوبۃ 114﴾

اس کے بعد جب یہ واضح ہو گیا کہ وہ دشمن خدا ہے تو اس سے برأت اور بیزاری بھی کر لی کہ ابراہیم بہت زیادہ تضرع کرنے والے اور بردبار تھے۔

محمدؐ سے سیکھو کہ کیسے دشمن اسلام کے لئے رشتہ داری کے باوجود بددعا کی جاتی ہے۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿سورۃ المسد 01﴾

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔

سورہ برأت (توبہ) اسی اصول کو بیان کر رہی ہے کہ صرف اچھائیوں کو پسند کرنا کافی نہیں ہے بلکہ بیان وفریاد وتحریر وتقریر واعلان وعمل کے ذریعے بُرائی اور بدکاروں سے بے زاری اور دوری کا اظہار کیا جائے۔

ہر سال لاکھوں مسلمان ایام حج میں انجام عمرہ تمتع اور دیگر عبادات کے بعد سرزمین منیٰ پہنچ کر حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہوئے تین شیطانوں کو پتھر مار کر شیطان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ دعا پڑھتے ہیں کہ خداوندا میرے حج کو قبول فرما، اِس سنگ باری کا راز یہ ہے کہ خداوندا میں شیطان اور شیطان جیسوں سے بے زاری کا اظہار عملی طور سے کر رہا ہوں اور اُس کو پتھر مار کر اپنے دل میں موجود شیطان سے نفرت کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں اسی لئے زیارت عاشورہ میں بھی امام حسینؑ پر 100 مرتبہ سلام پڑھنے کے بعد دشمنان دین خدا اور دشمنان حسینؑ پر لعنت کرتے ہیں۔ سرزمین منیٰ میں شیطان کی جانب سے مسلسل پتھر مارنے کے عمل کی تکرار بعینہٖ زیارت عاشورہ میں موجود دشمنوں پر لعنتوں کی تکرار کے جیسی ہے۔

اگر ہم زیارت عاشورہ میں امام حسینؑ پر سلام کر رہے ہیں تو یہ طریقہ ہم نے قرآن سے ہی سیکھا ہے کہ رہبرانِ اسلامی پر سلام بھیجا جائے، نجات دلانے والے پر سلام بھیجا جائے۔

سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿سورۃ الصافات 79﴾

ساری خدائی میں نوحؑ پر ہمارا سلام۔

اصحاب حسینی پر زیارت عاشورہ میں اس لئے درود وسلام بھیجتے ہیں کہ انھوں نے خدا کے مقابل آنے والے بتوں کو توڑا ہے اسی لئے قرآن بت شکن جناب ابراہیمؑ پہ سلام بھیج رہا ہے۔

سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿سورۃ الصافات 109﴾

سلام ہو ابراہیمؑ پر۔

زیارت عاشورہ میں حضرت عباسؑ اور دیگر انصار حسینی پر اس لئے سلام بھیجا جا رہا ہے کہ سنت قرآن کے مطابق حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ساتھ اُن کے معاون و مددگار پر بھی سلام ہے۔

سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿سورۃ الصافات 120﴾

سلام ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر۔

زیارت عاشورہ میں حسینؑ و اولاد امام حسینؑ پر اس لئے سلام بھیجا جا رہا ہے کیونکہ خود قرآن میں آلِ یٰس پر درود بھیجا گیا اور یٰس بلاشبہ صرف پیمبر اکرم کا لقب ہے۔

سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿سورۃ الصافات 130﴾

سلام ہو آل یاسین علیہم السّلام پر۔

بنی اُمیہ اور غاصبانِ حکومت حق، سفاک و بے درد لشکر دشمنان امام حسینؑ پر اِس لئے لعن کی جا رہی ہے کہ شیوہ قرآن کے مطابق:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا ﴿سورۃ الأحزاب 57﴾

یقیناً جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے۔

ہم نے دشمنان الٰہی پر لعن کرنے کا جواز سیرت پیمبرؐ سے سیکھا ہے جسے قرآن نے سورہ آلِ عمران کی 61 ویں آیت میں خود بیان کیا ہے:

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿سورۃ آل عمران 61﴾

اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔

یہاں تک کہ بعض افراد پر عالم ہستی میں وجود رکھنے والی ہر باشعور مخلوق اُن پر ہمیشہ لعنت کر رہی ہے۔

أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿سورۃ البقرۃ 159﴾

ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

حسین اور انبیاء علیھم السلام

حضرت آدمؑ کا گریہ:

سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے غم میں عزاداری کی ایک طویل تاریخ اور بلند مقام ہے۔ جب حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا گیا تو وہ کچھ عرصہ تلاش میں تھے کہ کس طرح اپنے ماضی کی تلافی کریں اور بارگاہِ الٰہی میں دوبارہ حضور کی سعادت حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور یہ کلمات تعلیم فرمائے تا کہ ان کے وسیلے سے اذنِ وصال مل جائے:

یا حمیدُ بحقِ محمد، یا عالی بحقِ علی، یا فاطرُ بحقِ فاطمه، یا محسنُ بحقِ الحسن و الحسین و منكَ الاحسان۔

یعنی اے لائق حمد بحقِ محمد، اے بلند مرتبہ بحقِ علیؑ، اے خلق کرنے والے بحقِ فاطمہؑ، اے نیکی کرنے والے بحقِ حسنؑ و حسینؑ اور تمام ابتداء خلقت کی نیکیاں تجھ ہی سے ہیں۔

جب جناب آدمؑ نے ان اسماء کو دہرایا پھر حضرت جبرئیل سے پوچھا: ”جب حسینؑ کا نام زبان پر آتا ہے، کیوں میرا دل شکستہ ہو جاتا ہے دل پر غم کے بادل چھا جاتے ہیں اور آنسو جاری ہو جاتے ہیں؟“ حضرت جبرئیل نے جواب میں امام حسین کے مقام و مرتبے کی جانب اشارہ کیا اور آپؑ پر پڑنے والے مصائب بتائے اور خصوصیت کے ساتھ آپؑ کی اور آپؑ کے ساتھیوں کی پیاس کا ذکر کیا۔ (بحار الانوار ج ۴۶)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یزید پر لعنت:

یزید پر لعنت کا تعلق صرف کربلا والوں کی شہادت کے بعد سے نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیمؑ بھی یزید پر لعنت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ سرزمین کربلا سے گزر رہے تھے کہ گھوڑے سے گر گئے اور آپؑ کے سر پر زخم لگا اور خون جاری ہو گیا۔ آپؑ نے خدا کے حضور استغفار کیا اور عرض کیا: ”خدایا! مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے؟“

جبرئیلؑ نے نازل ہو کر فرمایا: ”آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ یہاں آخری نبی اور ان کے بلافصل جانشین کا بیٹا مارا جائے گا اور آپ کا خون اس کی ہمدردی میں جاری ہوا ہے۔“

جناب ابراہیمؑ نے پوچھا: ”اس کا قاتل کون ہوگا؟“

بولے: ”ایک ایسا شخص جس پر آسمان والے اور زمین والے لعنت بھیجتے ہیں۔“

یہ سُن کر خلیل اللہ نے بھی ہاتھ اٹھائے اور یزید پر بہت لعنت کی۔ (بحار الانوار جلد ۴۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نفرین:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتلانِ امام حسینؑ پر لعنت و نفرین کی ہے۔ ایک مرتبہ وہ یوشع بن نون کے ہمراہ سفر کے دوران سرزمین کربلا پر پہنچے۔ اچانک آپؑ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا اور جوتا آپ کے پیر سے نکل گیا۔ اسی وقت ایک کانٹا آپؑ کے پیر میں چبھا اور خون جاری ہو گیا۔ انہوں نے عرض کی: ”خدایا! مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے؟“

وحی نازل ہوئی کہ ”یہ مقام شہادتِ حسینؑ کا مقام ہے اور تیرا خون اس لئے جاری ہوا کہ مانند خونِ حسینؑ ہو جائے۔“

حضرت موسیٰ نے پوچھا: ”حسینؑ کون ہے؟“

ارشاد ہوا: ”وہ محمد مصطفیٰ کا نواسہ اور علی مرتضیٰ کا بیٹا ہے۔“

حضرت موسیٰ نے پوچھا: ”حسینؑ کا قاتل کون ہے؟“

فرمایا: ”وہ ایسا شخص ہے جس پر دریاؤں کی مچھلیاں، جنگلوں کے جانور اور ہوا میں اڑنے والے پرندے لعنت کرتے ہیں۔“

یہ سُن کر حضرت موسیٰ نے ہاتھوں کو بدعا کے لئے اٹھایا اور یزید پر لعنت کی اور یوشع نے آمین کہا۔ (خصالِ صدوق)

نبی اکرم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خبر:

سفر سے واپس آ کر نبی اکرمؐ منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو نصیحت کی۔ آخر میں اپنا دایاں ہاتھ حسنؑ کے سر پر اور بایاں ہاتھ حسینؑ کے سر پر رکھا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: ”خدایا! محمد تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہے اور یہ میرے خاندان کے پاکیزہ ترین اور میرے فرزند اور خاندان میں برگزیدہ ترین افراد ہیں۔ میں اپنے بعد ان کو اپنی امت کے درمیان چھوڑ کے جاؤں گا۔ حضرت جبرئیل نے مجھے بتایا ہے کہ میرا یہ بیٹا (امام حسینؑ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) عالمِ غربت میں مظلوم مارا جائے گا۔

بارِالہا! شہادت کو اس کے لئے مبارک فرما اور اسے شہیدوں کو سردار بنادے۔ خداوندا! جو لوگ اسے تنہا چھوڑ دیں اور جو لوگ اسے قتل کرنے کی کوشش کریں، انہیں دنیا و آخرت کی برکت سے محروم کردے!'' (اللھوف فی قتلی الطفوف)

نبی کے جگر کا ٹکڑا:

جب نبی اکرم لوگوں کو امام حسینؑ کے مصائب بتا رہے تھے تو وہ گریہ کر رہے تھے۔ نبی اکرمؐ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم حسینؑ پر گریہ کر رہے ہو اور اس کی مدد نہیں کرو گے؟'' اس کے بعد برافروختہ اور سرخ چہرے کے ساتھ جب کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے، مختصر خطبہ ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! میں دو نفیس یادگاریں تمہارے درمیان چھوڑ کے جا رہا ہوں؛ خدا کی کتاب اور میری عترت اور خاندان ہے۔ یہ میرے آب و گل سے مخلوط اور میرے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ یہ دو ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آجائیں۔ آگاہ رہو! کہ میں ان دونوں کا انتظار کروں گا اور ان دونوں کے بارے میں تم سے سوائے اس کے کوئی چیز نہیں چاہتا جس کا میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے۔ پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے اقرباء اور اعزاء کی دوستی کا تم سے تقاضا کروں۔ مبادا ایسا کہ جب روزِ قیامت حوض کے کنارے مجھ سے ملاقات کرو کہ میرے خاندان سے دشمنی رکھتے ہو اور ان پر ستم کر چکے ہو!'' (اللھوف فی قتلی الطفوف)

★★★★★

مھاراجه سرھرکشن پرشاد

صحرائے کربلا میں ہوا کیا بری چلی
فاقہ تھا تیسرا تو گلے پر چھری چلی

نوٹ: المہدی ایجوکیشنل سوسائٹی کی جانب سے ہفتہ وار تربیتی و فکر دروس کا باقائدہ آغاز 2004 میں کیا گیا جو بحمد للہ ابھی تک جاری و ساری ہے یہ پروگرامز امامیہ امام بارگاہ میں فوراً بعد نماز ظہرین (قبل از زیارت) منعقد کئے جاتے ہیں جس میں بالخصوص نوجوانوں کے لئے دلچسپ موضوعات پر مختلف علمائے کرام اور ڈاکٹرز خطاب کرتے ہیں اس کے علاوہ میڈیا کی بڑھتی ہوئی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے آؤٹ ڈور لیکچر زبھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ (علاوہ ماہ محرم الحرام) اس کے علاوہ اس پُرآشوب دور میں میڈیا کی بڑھتی ہوئی خرافات کو دیکھتے ہوئے ادارہ کی جانب سے پروڈکشن ہاؤس کے قیام کا مقصد مکتب محمد و آل محمد کا فروغ ہے جس میں اب تک: آیت اللہ بہجت، آیت اللہ امامی کاشانی، امام خمینی اور استاد حسین دھنوی جیسے معروف اساتذہ کے لیکچر اُردو ٹرانسلیشن کے ساتھ ریلیز کئے جاچکے ہیں اور کچھ پر کام جاری ہے۔

اپنے آپ کو حسینی عشق کی خوشبو سے معطر کرنے کا بہترین موقع

ولی اللہ کتاب اللہ کے آئینہ میں

مفسرِ قرآن حجۃ الاسلام والمسلمین اُستاد محسن قرائتی

شعور ولائی کے ساتھ عاشوراء کو دیکھنے کے لئے اس کی کامل معرفت اور مختلف پہلوؤں سے کربلا کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ امسال بھی مومنین و مومنات بالخصوص نوجوان طبقہ کے لئے کربلا کے قیام اور سید الشہداء علیہ السلام کے افکار سے متعلق "المہدی ایجوکیشنل سوسائٹی" کی جانب سے انعامی مقابلے کا انعقاد کیا جا رہا ہے اور اس پروجیکٹ کو Kreativez کے تعاون سے International Level پر (South Africa, Norway, Sweden, Australia) میں بھی منعقد کیا جا رہا ہے اور پاکستان میں بذریعہ قرعہ اندازی پہلے پانچ افراد کو پنجتن کے نام پر سوالنامے کے درست جوابات دینے والے

پہلے انعام یافتگان کو 5000 روپے بمع 2000 روپے مالیت تک کی کتاب، سی ڈی اور سرٹیفکیٹ

دوسرے انعام یافتگان 3000 روپے بمع 1000 روپے مالیت تک کی کتاب، سی ڈی اور سرٹیفکیٹ

(نوٹ: ہوسکتا ہے جو کتاب ہم دیں وہ آپ کے پاس موجود ہو لہذا انعام یافتگان کو ادارے کی طرف سے یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ اپنی کتابیں طاہراز (سولجر بازار) سے حاصل کرسکتے ہیں جس کے لئے آپ کو ایک کوپن دیا جائے گا جس کو دکھا کر آپ 2000 اور 1000 روپے مالیت تک کی کتابیں مفت خرید کرسکتے ہیں)

تیسرے انعام یافتگان 2000 روپے بمع کتاب، سی ڈی اور سرٹیفکیٹ

چوتھے انعام یافتگان 1000 روپے بمع کتاب، سی ڈی اور سرٹیفکیٹ

پانچویں انعام یافتگان 500 روپے بمع کتاب، سی ڈی اور سرٹیفکیٹ دی جائیں گی

جبکہ امام حسین کے اصحاب کی یاد میں دیگر 72 افراد کو 100 روپے بمع کتاب، سی ڈی اور سرٹیفکیٹ

اور 02 خصوصی انعام سب سے کمسن شرکت کرنے والے بچوں کو دیا جائے گا۔

قوائد و ضوابط

اس سلسلے میں چند گذارشات پیش خدمت ہیں۔

1- جوابات ارسال کرنے کی آخری تاریخ 20 صفر ہے۔

2- ہر سوال کے نیچے ۳ جوابات ہیں جن میں سے ایک صحیح ہے لہذا صرف صحیح جواب کے خانے میں نشان لگائیں۔

3- فارم کو مکمل اور صاف ستھرا پر کریں۔ سوالنامہ ہماری ویب سائٹ سے یا ہمارے مراکز سے حاصل کرسکتے ہیں۔

4- تقسیم انعامات 03 فروری 2012 بروز اتوار بعد نماز ظہرین امامیہ امام بارگاہ میں منعقد کیا جائے گا۔ البتہ کسی قسم کی تبدیلی کی صورت میں بذریعہ SMS آگاہ کردیا جائے گا۔

5- ایک سے زائد نشان کی صورت میں جواب نامہ منسوخ کردیا جائے گا۔

6- کوپن کی فوٹو کاپی بھی قابل قبول ہے۔

7- کتاب حاصل کرنے والے کے لئے رجسٹریشن فیس کوئی نہیں البتہ فوٹو کاپی کے ساتھ رجسٹریشن فیس مبلغ 20 روپے ادا کرنا ضروری ہے۔

المہدی ایجوکیشنل سوسائٹی (جعفر طیار) پاکستان و کریٹیوز (انٹرنیشنل)

www.almehdies.com | almehdies@gmail.com

سالانہ کوئز نمبر ۳

ولی اللہ کتاب اللہ کے آئینہ میں

تمام جوابات صرف کتاب کی روشنی میں بیان کریں۔

فارم کو صاف ستھرا پُر کریں۔

نام	
ولدیت/ شوہر	
عمر	DD / MM / YY
جنس	Male / Female
تعلیمی قابلیت	
مکمل پتہ	
موبائل نمبر	
ای میل ایڈریس	

سوال نمبر	جوابات الف	ب	ج
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			
۶			
۷			
۸			
۹			
۱۰			
۱۱			
۱۲			
۱۳			
۱۴			
۱۵			
۱۶			
۱۷			
۱۸			
۱۹			
۲۰			
۲۱			
۲۲			
۲۳			
۲۴			
۲۵			

آپ نے ہمارے پچھلے سال ہونے والے کوئز پروگرام " کربلا کا ولائی تصور" میں شرکت کی تھی ☐

اگر آپ ہماری SMS سروس کے ممبر بننا چاہتے ہیں تو یہاں پر نشان لگائیں ☐

ہمارے مراکز:

- دانشگاہ النجف لائبریری (جعفر طیار) • پیام اسلامی ثقافتی مرکز (انچولی)
- الحسن بک سینٹر (جعفر طیار) • قرآن فاؤنڈیشن (انچولی)
- مکتب زینبیہ (جعفر طیار) • شہید فاؤنڈیشن (انچولی)
- توکل اسٹیشنری (عون محمد چوک) • نجفی بک لائبریری (سولجر بازار)
- مدرسہ ھدیٰ (عون محمد چوک) • طاہراز (سولجر بازار)
- جعفر طیار کے تمام سکولز • جعفریہ لائبریری (عباس ٹاؤن)
- مولانا عباس منتظری (مدرسہ شاہ نجف مارٹن روڈ)
- دفتر کاروان آل یٰس (محمدی ڈیرہ ملیر)

Center:

الھدیٰ — اپنے آپ کو حسینی عشق کی خوشبو سے معطر کرنے کا بہترین موقع

ولی اللہ کتاب اللہ کے آئینہ میں

مفسرِ قرآن حجۃ الاسلام والمسلمین اُستاد محسن قرائتی

سوالنامہ

سوال نمبر۱: امام حسینؑ نے امر بالمعروف کے حوالے سے کیا فرمایا؟

(الف) سب سے زیادہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب ہے

(ب) میں تم سب کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے دعوت دیتا ہوں

(ج) میں صرف امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ارادے سے خروج کر رہا ہوں

سوال نمبر ۲: امام حسینؑ نے اپنی آخری مناجات میں کہا:

(الف) ھل من ناصر ینصر نا (ب) لا معبود سواک (ج) فزت برب الکعبه

سوال نمبر ۳: قرآن مجید کا طریقہ کار۔۔۔۔ ہے

(الف) افراد کا نام ذکر کرنے کے بجائے اُن کی خاصیت کو ذکر کرتا ہے

(ب) قرآن مجید معیار کو بیان کرتا ہے (ج) (الف) اور (ب)

سوال نمبر ۴: مصلح اول (سب سے پہلا اصلاح کرنے والا۔۔۔۔ ہے)

(الف) انسان کا ضمیر (ب) خداوند کریم (ج) امام وقت

سوال نمبر ۵: مقصد امام حسینؑ کی کامیابی کی سب سے پہلی دلیل یہ ہے

(الف) امامؑ کی شہادت پر آسمان سے خون برسا

(ب) بعد کربلا اُس وقت کا ہر مسلمان یزید کو حاکم سرزمین سمجھتا تھا، حاکم اسلام نہیں مانتا تھا

(ج) خود یزید نے مجلس حسینؑ کے انتظامات کرانے کا حکم دیا

سوال نمبر ۶: آخر کیوں بنی اسرائیل کے ذبیحہ کو قرآن نے قبول نہیں کیا؟

(الف) کیوں کہ انہوں نے بہت حیلے بہانوں کے بعد گائے کو ذبح کیا

(ب) کیوں کی انہوں نے قبلہ رُخ کئے بغیر گائے کو ذبح کیا

(ج) (الف) اور (ب)

سوال نمبر ۷: امام حسینؑ کے مطابق امام حسینؑ کا مقصد۔۔۔۔تھا

(الف) دین رسول کی اصلاح (ب) حکومت اسلامی کا قیام (ج) اُمت رسول کی بخشش کا سامان فراہم کرنا

سوال نمبر ۸: اسلام میں صرف وہ آنسو بااہمیت ہیں جن کی اساس۔۔۔۔ ہے

(الف) علم وآگاہی (ب) جذبات وخلوص نیت (ج) صرف خلوص نیت

سوال نمبر ۹: مدینہ سے نکلتے وقت امام حسینؑ نے کس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی؟

(الف) آیت الکرسی (ب) سورہ احزاب 33 (ج) سورہ القصص 21

سوال نمبر ۱۰: امام حسینؑ نے بنی اُمیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی

(الف) سورہ یونس 41 (ب) سورہ النساء 78 (ج) سورہ توبہ 54

سوال نمبر ۱۱: قرآن کی کونسی آیت دشمنان الٰہی پر لعنت کی دلیل بن سکتی ہے

(الف) سورہ الصافات 130 (ب) سورہ آلِ عمران 61 (ج) سورہ حجرات 02

سوال نمبر ۱۲: حضرت جبرائیل نے جناب آدمؑ کے لئے امام حسینؑ کی کونسی خصوصی مصیبت کا ذکر کیا؟

(الف) شہادت عظمیٰ (ب) حسینؑ اور اُن کے اصحاب کی پیاس (ج) اہل حرم کی اسیری

سوال نمبر ۱۳: پیمبر اکرمؐ نے قاتلانِ حسینؑ کے لئے کیا بدعا فرمائی؟

(الف) انہیں جہنم کے سب سے سخت ترین عذاب میں مبتلا فرما

(ب) انہیں دنیا وآخرت کی برکت سے محروم کردے

(ج) انہیں میری اُمت سے خارج کر کے لشکر شیاطین میں شمار فرما

سوال نمبر ۱۴: اصحابِ کا حسینؑ کا مقصد کیا تھا؟

(الف) حُبّ ومالِ دنیا (ب) آخرت کا سودا (ج) یزید ابن معاویہ سے جنگ

سوال نمبر ۱۵: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴿سورۃ المائدۃ 02﴾ کے معنیٰ

(الف) نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو

(ب) میری توفیق صرف اللہ سے وابستہ ہے

(ج) نیکی اور تقویٰ تعاون سے بڑھتا ہے

سوال نمبر ۱۶: آیۃ تطہیر قرآن میں کہاں بیان ہوئی؟

(الف) سورہ ھود 88 (ب) سورہ احزاب 13 (ج) سورہ احزاب 33

سوال نمبر ۱۷: تم جہاں بھی رہو گے موت تمہیں پالے گی۔ (کیا ہے؟)

(الف) آیت قرآن (ب) حدیثِ رسولؐ (ج) قولِ معصومؑ

سوال نمبر ۱۸: امام حسینؑ نے سورۂ احزاب کی تئیسویں (۲۳) آیت کی تلاوت کب فرمائی؟

(الف) قیس بن مسہر صیداوی کی خبرِ شہادت ملنے پر

(ب) خیام کو نہر فرات سے ہٹاتے وقت

(ج) حضرتِ مسلمؑ کی خبرِ شہادت ملنے پر

سوال نمبر ۱۹: میری عزّت کیلئے یہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں، یہ قول کس امام کا ہے؟

(الف) امام حسینؑ ہے (ب) امام علیؑ ہے (ج) امام سجّادؑ ہے

سوال نمبر ۲۰: کس آیۃ قرآن میں بیان ہوا کہ خلیفہ خدا، خدا کی جانب سے ہوتا ہے؟

(الف) سورہ بقرہ آیت 130 (ب) سورہ احزاب آیت 33 (ج) سورہ بقرہ آیت 30

سوال نمبر ۲۱: اگر قرآن سیّد الکلام ہے تو امام حسینؑ

(الف) سید الشباب اہلِ جنّۃ ہیں (ب) سیّد الشھداء ہیں (ج) ناطقِ قرآن ہیں

سوال نمبر ۲۲: آیۃ ولایۃ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ.... کس سورہ میں ہے؟

(الف) سورہ المائدہ 05 (ب) سورہ النساء 146 (ج) سورہ المائدہ 55

سوال نمبر ۲۳: حقیقی معنوں میں واقعی اصلاح کرنے والوں کا علم خدا کے پاس ہے

(الف) سورہ مومنون 51 (ب) سورہ اعراف 170 (ج) سورہ البقرہ 220

سوال نمبر ۲۴: نشاط اور پر خلوص آمادگی کا اصل منشاء (اصل دلیل)۔۔۔۔؟

(الف) رہبر پر یقین (ب) مقصد پر یقین (ج) (الف) اور (ب)

سوال نمبر ۲۵: قرآن کے مطابق نماز کا سب سے معمولی فائدہ۔۔۔۔ ہے

(الف) انسان خدا کے قریب ہوتا ہے

(ب) نماز ہر برائی اور بدکاری سے روکتی ہے

(ج) قبر میں سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا

گذشتہ سال ہونے والے کوئز پروگرام "کربلا کا ولائی تصور" کی بُک ڈاؤنلوڈ کرنے کے لئے
www.almehdies.com/karbala_quiz.pdf